بھرپور طور پر اپنی تخلیقی قوتوں کو استعمال کیا۔ اقبال کی شاعری میں کہیں جمال غالب ملے گا، کہیں جلال، (جو خود بھی ایک پیرایۂ جمال ہے) یعنی اُن کا شعر کبھی نغمۂ جبریل ہو گا، کبھی صورِ اسرافیل۔

اقبال سے اثر لینے والے نوجوان شعراء میں سے اکثر کی توجہ معنی و مقصد کی طرف اتنی زیادہ ہو گئی ہے ـــــ اور ماحول میں اس کے وجوہ موجود ہیں ـــــ کہ وہ فنی، لسانی اور تخلیقی عمل کی جگر کاویوں کے متحمل نہیں ہو سکتے۔ حالانکہ شعر کی دُنیا میں فکرِ باطل سے آویزش جبھی کی جا سکتی ہے کہ پہلے شعریت کے لحاظ سے دوسروں سے زیادہ قبولیت حاصل ہو۔ ورنہ بہترین صداقتیں اگر گھٹیا لباس میں داخلِ محفل ہوں گی تو حاضرین کی توجہ حاصل نہ کر سکیں گی بلکہ بعید نہیں کہ تنقید یا تمسخر کا نشانہ بن جائیں۔

دلی تمنا ہے کہ نہ صرف فاروقی صاحب، بلکہ دوسرے اسلام پسند شعراء بھی ایک بار سعیٔ تازہ کا آغاز کریں۔ ابھی پورے اعتماد سے معرکہ آرائی کا مرحلہ نہیں آیا۔

بہر حال احباب کو چاہیے کہ نشاطِ آرزو کو شاعر کے جذبات کے مطالعہ کے لیے ضرور پڑھیں۔ اور اس کی ہمت افزائی کریں۔

اقبال اور پاکستان

پروفیسر محمد عبد الرشید فاضل

ناشر: ادارہ تنویرِ علم و ادب

۵۰۵ - پیر الٰہی بخش کالونی - کراچی

قیمت مجلد مع گرد پوش ۲۰/- روپے

اس کتاب کے پیش لفظ میں محمد حسین عرشی امرتسری نے ایک دلچسپ قولِ عام نقل کیا ہے۔ وہ یہ کہ "اگر انگریز اقبال کو سمجھتا تو وہ ایک دن بھی قیدِ فرنگ سے آزاد نہ رہ سکتے، اور اگر مسلمان سمجھتا تو وہ ایک دن بھی غیر کا محکوم نہ رہتا۔"

بہر حال مؤلف نے اس کتاب میں یہ دکھانے کی کوشش کی ہے کہ انہوں نے قوم کو محض پاکستان (تہذیبِ اسلامی کے تحفظ و فروغ کے لیے ایک جداگانہ وطن و ریاست) کا محض تصور ہی نہیں دیا بلکہ اُس کے لیے ایسی اخلاقی اور دینی بنیادیں بھی فراہم کی ہیں جن پہ پاکستان کی عمارت قائم ہو جائے اور باقی بھی رہے، اور اس کے ذریعے وہ مقاصد بھی حاصل ہو جائیں جن کے لیے اس کا مطالبہ کیا گیا تھا۔